سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAM, QADIAN.

الحکم

قادیان — دو بار ہفتہ وار جدید

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیا در بزم مستان تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی بہ ادر قادیاں بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی - مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
والیان ریاست سے ما
رؤسا و امراء سے صہ
معاونین سے عہ
عوام سے صہ
ممالک غیر سے ۱۲/ ار
مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
قیمت فی پرچہ ۲/

جلد ۳۸ | ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۵ء یوم پنجشنبہ | نمبر ۸

دارالامان کا ہفتہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب دو ماہ کی فوجی ٹریننگ کے بعد بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ اور اپنے صیغہ کا انھوں نے چارج بھی لے لیا ہے۔

۳ مارچ کو محترم سید محمود اللہ شاہ صاحب بی۔ اے بی ٹی اپنی رخصت ختم کر کے اپنے دونوں بچوں سمیت نیروبی واپس تشریف لے گئے ہیں۔ اُن کی روانگی کی تقریب پر ان کے دوستوں اور احباب و اقارب کا ایک بڑا مجمع اسٹیشن پر موجود تھا۔ حضرت امیر المومنین بھی بنفس نفیس تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور نے لمبی دعا کے ساتھ ان کو رخصت کیا۔ اور گاڑی کے چلے جانے پر جب تک گاڑی نظر آتی رہی۔ اسٹیشن پر ہی قیام رکھا۔ پھر واپس تشریف لائے

موضع موکل میں جو قادیان کے قریب ہی ہے۔ ایک احمدی مبلغ کو وہاں کے مسلمانوں نے احرار کی ترغیب پر مارا اور اس کے کپڑے بھی چھین لئے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

۶ مارچ چونکہ چونکہ پنڈت لیکھرام کے قتل کا دن تھا اور اس دن خدا تعالیٰ کی وحی اپنے جلال سے پوری ہوئی۔ اسلئے مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ۶ مارچ کی صبح کو اپنے درس میں مسجد نور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے وہ حصے سنائے جن میں پیشگوئی کا بالتفصیل ذکر تھا۔

احمدیہ بلڈنگ لاہور والوں کو آخر تسلیم کرنا پڑا

کہ واقعی حضرت مرزا صاحب کو نبی و رسول اور دنیا کا نجات دہندہ مانتے منواتے چلے آرہے ہیں۔ اور یہ کہ جو حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے وہ یہودیوں کی طرح ہیں اور نجات یافتہ نہیں۔ اسی لئے اُن کو اپنے پوسٹر ۲۵ میں جلی حروف سے اعلان کرنا پڑا کہ "ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں اور لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرما دیں"۔ کیا ہی بہتر ہوتا کہ پوسٹر ۲۵ "قادیانی دجل" کے نام سے شائع کر کے اپنی ان تحریرات کا انکار نہ کرتے تاکہ آج یہ شرمندگی اور ندامت بھرا اعلان کرنے کی نوبت نہ آتی۔ سچ ہے کہ ؂ آنچہ دانا کند کند ناداں + لیک بعد از ہزار رسوائی + ہمیں پھر ناظرین کو مغالطہ سے بچانے کے لئے کہنا پڑتا ہے کہ احمدیہ بلڈنگ والوں نے مندرجہ بالا اعلان میں پھر اقرار نبوت ہی قائم رکھا ہے انکار پھر بھی نہیں کیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں مانتے بلکہ محض مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کو مدنظر رکھ کر یہ اعلان کیا ہے کہ مسلمان بھائی نبی اپنی جگہ اس لفظ نبی کو محدث سمجھ لیں اور لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال کریں۔ گویا یہ خود اس لفظ نبی کو محدث اور کاٹا ہوا خیال کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ورنہ وہ یوں اعلان کرتے کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ "پہلے ہم نے جہاں جہاں حضرت مرزا صاحب کے لئے لفظ نبی و رسول استعمال کیا ہے۔ اس کو ہم کاٹ کر اور منسوخ کر کے عقیدہ کو تبدیل کرتے ہیں۔ اور آئندہ ہم محدث کے منصب پر حضرت مرزا صاحب کو پیش کیا کریں گے۔ اور پہلی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں۔ مگر بجائے اس کے لفظ نبی کو محدث سمجھنے اور کاٹا ہوا خیال کرنے کا بار محض مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کی خاطر مسلمان بھائیوں ہی پر ہی رکھا گیا ہے۔ جو انصاف سے بالکل بعید ہے۔

ایک خطرناک غلط فہمی کا ازالہ ہمارے احمدیہ بلڈنگ والے بھائیوں نے اپنے اس مغالطہ آمیز پوسٹر میں اپنے اعلان کو حضرت مرزا صاحب کے کسی بیچانے اور منسوخ در منسوخ اعلان کی نسبت ظاہر فرمایا ہے۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب کا وہ اعلان ۱۸۹۲ء کا تھا مگر جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے معزز رفقاء وغیرہ کے حوالجات جو پہلے پوسٹروں میں ہدیہ ناظرین کئے جا چکے ہیں۔ وہ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۳ء تک کے ہیں۔ پس جب حضرت مرزا صاحب کو ۱۸۹۲ء تک کے حوالجات میں بجائے لفظ نبی کے محدث سمجھنے اور لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال کرنے کا اعلان کرنا پڑا تھا۔ تو پھر اگر وہ اعلان حضرت مرزا صاحب اس کے بعد تا روز وفات اپنے لئے نبی و رسول کے الفاظ بڑی کثرت سے استعمال کر کے منسوخ نہ کیا ہوتا۔ تو جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء اس قدر کثرت سے اس اعلان کے بعد مدت تک ان کا کاٹا ہوا خیال کر لینے والے الفاظ نبی و رسول کا استعمال ہی نہ کرتے۔ ورنہ یہ تو ایک طرح مسلمان بھائیوں سے نہایت دل آزار ستم ظریفی اور دل لگی ہے کہ خود تو سالہا سال تک لفظ نبی اور رسول استعمال کرتے چلے جاویں اور مسلمان بھائیوں کو محض ان کی دلجوئی کی خاطر یہ ہدایت کرتے جاویں کہ بھائی ہم جہاں جہاں نبی و رسول کے الفاظ استعمال کرتے چلے آویں تم پیچھے سے ان کو محدث اور کاٹا ہوا سمجھتے چلے آؤ۔ اگر انکی نیت بخیر ہوتی۔ اگر وہ حضرت مرزا صاحب کے ۱۸۹۲ء والے اعلان کا مفہوم یہی سمجھتے کہ اس اعلان کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب نے خود نبوت کا انکار کیا ہے۔ اور آئندہ ان الفاظ کو کلی طور پر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ تو پھر ۱۸۹۲ء کے بعد ان کاٹے ہوا الفاظ کا اشارۃً بھی ذکر نہ ہوتا۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ اس اعلان کے دس سال بعد جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء از سر نو نبی و رسول کے الفاظ حضرت مرزا صاحب کے حق میں استعمال فرماتے اور معاً نجات بھی حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانے کو قرار دیتے ہیں اور لگاتار ۱۹۱۳ء تک دیتے چلے آتے ہیں۔ یہاں تک کہ اب بھی تازہ اعلان کے اقرار نبوت سے انکار نہیں کرتے بلکہ بعض مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کی خاطر ہمارے پیش کردہ حوالجات کو تسلیم کرتے ہوئے مسلمانوں ہی کو کہا گیا ہے کہ تم اپنے ہاں لفظ نبی کو محدث اور کاٹا ہوا خیال کر لو۔ گویا یہ تو اسی طرح کا شاخسانہ ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں اپنے مخالفین کی دلجوئی کی خاطر لفظ رسول اللہ اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ مگر اس کاٹ دینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ غرض نہ تھی کہ آئندہ آپ اور آپ کے صحابہ آپ کو رسول اللہ نہ سمجھیں گے۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ہاتھ سے لفظ رسول کاٹ دینے سے انکار رسالت نہیں سمجھا جا سکتا۔ تو احمدیہ بلڈنگ والوں کے صرف اس محض دلجویانہ اعلان سے کہ مسلمان بھائی اپنے طور پر لفظ نبی کو ان کی تحریروں سے کاٹا ہوا خیال کریں۔ کس طرح انکار رسالت سمجھا جا سکتا ہے

پس معاملہ جوں کا توں رہا کہ احمدیہ بلڈنگ والے اس وقت بھی حضرت مرزا صاحب کو نبی و رسول یقین رکھتے ہیں"۔ اور یہ بھی "کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان لائے بغیر کسی کی نجات نہیں"۔ (پیغام صلح ۱۹۱۳ء) اور یہ کہ "حضرت مرزا صاحب کا انکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے"۔ (پیغام صلح اپریل ۱۹۲۳ء)

خاکسار: فخر الدین ملتانی

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

الحکم آبحیات لے کر آتا ھے

مکرمی جناب بابو نظام الدین صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ:۔
"آپ کا اخبار آب حیات لے کر آتا ہے۔ جہاں تک پڑھ سکتا ہوں پڑھ کر طبیعت بہت ہی خوش ہوتی ہے آپکے لیئے دعا نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مالی مشکلات میں مدد کرے۔ آمین۔ میری مالی حالت اچھی نہیں ہے۔ ورنہ آپ کی اخبار پر اشرفیاں نچھاور کر دوں"

سونگڑہ کے ایک دوست کا خط

سید محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں:۔
"جب تک میں اخبار الحکم پورا نہ پڑھ لوں۔ مجھے نیند نہیں آتی یا کسی کام کے کرنے کی خواہش نہیں ہوتی۔ الحکم جب آتا ہے۔ تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میرا محبوب مجھے آملا اور اس کی انتظاری ایک سچے عاشق کی طرح مجھے محسوس ہوتی ہے۔ غرض ایک ایسی لذت حاصل ہوتی ہے کہ اس کے بیان سے قاصر ہوں۔ میرے ضعیف والد مکرم الحکم کو اس طرح اپنے ساتھ رکھتے تھے گویا ان کی زندگی بھر کا کمایا ہوا بیش قیمت خزانہ ہے۔

انجمن احمدیہ سری نگر کی قرار دادیں

انجمن احمدیہ سری نگر نے ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت مسٹر جی این گلکار منعقد کیا۔ جس میں مندرجہ ذیل تین ریزولیشنز پاس کیئے:

(۱) قرار پایا کہ کچھ عرصہ سے احراریوں نے احمدیوں کے خلاف ایک منظم سازش کے ذریعہ سے ملک میں خطرناک فضا پیدا کر رکھی ہے۔ اور ان کا رویہ بجد اشتعال انگیز ہونے کے علاوہ امن سوز بھی ہے۔ جماعت احمدیہ کے مقدس پیشواؤں کے خلاف بہتان طرازی کی جاتی ہے۔ گندی سے گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ شورش انگیزی اور محش ترین لٹریچر کی اشاعت سے ہمارے قلوب کو مجروح کیا جاتا ہے۔ اس سے ان کا مقصد ہمارے خلاف ملک بھر میں مخالفت و منافرت پھیلا کر نہ صرف ہمارے قلوب کو مجروح کرنا ہے۔ بلکہ ہمارے احساسات و جذبات کو ناقابل برداشت صدمہ پہنچانا ہے۔ اور جاہل پبلک کو ہمارے بائیکاٹ اور حملہ کرنے کے لیئے اکسانا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ہمارے مقدس امام پر قاتلانہ حملہ کرانے کے لیئے جاہل طبقہ سے اپیل کی جاتی ہے۔ گورداسپور اور دوسرے اضلاع میں احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا ہے۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ انتہائی اشتعال کے موقع پر بھی صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑنے پر ہمیں مجبور نہ فرماتے۔ حتیٰ کہ حفاظت خود اختیاری کے حقوق کے استعمال سے بھی روک کر قانون کی منشا سے زائد پابندیاں عائد نہ فرماتے تو ہم احرار کی اس ناقابل برداشت سخت اور خلاف قانون و تہذیب کارروائیوں کے استیصال و انسداد میں اپنی جانیں تک لڑانے میں دریغ نہ کرتے۔

(۲) طے پایا کہ ہر دفعہ یہ امر حکومت کے نوٹس میں لا کر ارباب حکومت ہند خصوصاً حکومت پنجاب سے اس مکروہ ترین پروپیگنڈا کے روک و تھام کی درخواست کی جاوے۔

(۳) پاس ہوا کہ یہ امر بھی حکومت کے نوٹس میں لایا جاوے کہ شری نگیش صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے قادیان جیسی مقدس اور پُر امن بستی میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کو ہم نہایت تکلیف سے دیکھتے ہیں۔ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب سے پچیس ہزار احمدیان ریاست کشمیر اس تادیبی قانون کی واپسی کی درخواست کرتے ہیں کیونکہ قادیان ایک ایسی جگہ ہے۔ جو سال بھر ہزارہا زائرین کا مذہبی زیارت گاہ بنی رہتی ہے۔ اور یہ دفعہ اس نقطۂ نگاہ کے پیش نظر اپنی نفاذ میں احمدیوں کو اس کے تاثرات سے مستثنیٰ نہ رکھنے کی صورت میں مذہبی آزادی کے منافی ہونے کے علاوہ برطانوی مذہبی رواداری کے خلاف ہے۔ امید ہے کہ ارباب حکومت ہند ہم پچیس ہزار احمدیان کشمیر کے احساسات و جذبات کا خیال رکھتے ہوئے توجہ فرمائینگے۔

(سیکرٹری انجمن احمدیہ سری نگر کشمیر)

یوم تبلیغ کے متعلق ہر احمدی کا فرض

ہر احمدی کو معلوم ہے کہ جماعت احمدیہ کے قیام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اصل غرض اسلام کی اشاعت اور ان لوگوں کو جو اس نور سے محروم ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات و فیوض سے مستفیض کرنا ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے لیئے جماعت احمدیہ کا اگرچہ ہر فرد اپنے حالات کے مطابق تبلیغ اسلام میں کوشاں رہتا ہے۔ لیکن اس کی اہمیت خاص طور پر ظاہر کرنے کے لئے نظارت دعوت و تبلیغ نے امسال ۱۰ مارچ ۱۹۳۵ء کا دن اس لئے مخصوص کیا ہے کہ ہر احمدی اس دن غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرے۔

پس ہر احمدی کو چاہیئے کہ ۱۰ مارچ کا تمام دن دوسرے اشغال سے فارغ رہ کر تبلیغ اسلام میں خرچ کرے اور خوش اسلوبی اور تہذیب کے ساتھ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کا حکم اپنے سامنے رکھتے ہوئے خالصۃً لوجہ اللہ غیر مسلموں کو دعوت اسلام دے۔

چند پروانے تھے جل کر رہ گئے

گھر سے احمدؐ کے نکل کر رہ گئے
کر کے انکار نبوت۔ یار لوگ
نورِ دیںؓ کے عہد میں چھپکے۔ مگر
جب خلافت حق نے دی محمودؓ کو
پوسٹر بازی کی جب سوجھی انھیں
ہر طرف سے ہو چکے ناکام جب

احمدیت سے پھسل کر رہ گئے
جھٹ خلافت سے مچل کر رہ گئے
چھ برس فی الحال ٹل کر رہ گئے
جس قدر چالیں تھیں چل کر رہ گئے
زہر جتنا تھا اُگل کر رہ گئے
ہاتھ مل کر۔ دل مسل کر رہ گئے

وہ جو تھے چاہِ تنزّل میں گرے
ڈوب کر اچھلے۔ اچھل کر رہ گئے

(حسن رہتاسی)

درخواست دعاء

میرے ایک عزیز دوست شیخ فضل الرحیم صاحب نے اس دفعہ آئی۔اے۔ایس۔سی کا امتحان دیا ہے احباب ان کی کامیابی کے لیئے دردِ دل سے دعا فرمائیں

(خاکسار سید عبد الباسط احمدی از قادیان)

مولودہ مسعودہ

بابو محمد عمر صاحب اوورسیر بریلوی مقیم دہلی اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے فرزند اکبر محمد عثمان صاحب قریشی کے گھر میں ۲۷ فروری بروز چہار شنبہ دختر نیک اختر تولد ہوئی ہے۔
اللہ تعالیٰ مولودہ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور دین کی خادمہ اور مریمی صفات کا وارث بنائے۔ آمین ثم آمین۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دار الفضل کی روایات

(۱)

حضور کے والد کی وفات پر الہام آلہی

فرمانے لگے:-

جب میرے والد صاحب فوت ہوئے ہیں اس دن مجھے الہام ہوا والسماء والطارق

اس کے معنی آپ فرماتے تھے:-

"طارق کے معنی اس حادثہ کے ہیں جو غروب آفتاب کے بعد ظہور کرے۔ چنانچہ میرے والد صاحب شام کے بعد فوت ہوئے۔ ان کی وفات سے مجھے بہت غم پہنچا۔ کیونکہ ہمارے بہت سے اعزاز تھے۔ جو ان کی ذات سے وابستہ تھے"

فرمانے لگے:-

انھیں دنوں مجھے الہام ہوا الیس اللّٰہ بکاف عبدہ

اور آپ نے فرمایا:-

میں نے انھیں دنوں ایک خواب دیکھی۔ کہ ایک عورت ہے جس نے سرخ کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ دولہن ہوتی ہے ہمارے گھر میں سے وہ اُٹھی ہے۔ اور تھوڑی دور جاکر واپس آگئی ہے۔ اور کہتی ہے۔ میں اس گھر سے جانے والی تھی۔ مگر اس گھر میں تم ہو اسلیئے میں نہیں جاتی۔ رویا ہی میں سمجھتا ہوں کہ اس عورت کا نام عزت ہے۔

(۲)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور کی محبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا محبت تھی۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف ایک بات بھی سننا پسند نہ کرتے تھے۔ لاہور میں آریوں نے ایک جلسہ کیا۔ جس میں حضور کو دعوت دی۔ اور انھوں نے لکھا کہ حضور اس جلسے میں ضرور تشریف لاویں ہم کوئی بات اسلام کے برخلاف نہیں بیان کریں گے۔ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ہر شخص بیان کرے گا۔ اس جلسے میں حضور نے اپنی طرف سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اور کچھ اور آدمی بھی آپکے ساتھ بھیجے۔ اور اپنی طرف سے بھی ایک مضمون دیا تو فرمایا یہ سنا دینا

پہلے تو ہماری طرف سے جو مضمون گیا تھا وہ سنایا گیا اور حضرت خلیفہ اول نے جو بیان کرنا تھا کیا۔ صبح کو ان کی باری تھی۔ انھوں نے اپنے وقت میں اسلام کے متعلق سخت توہین آمیز الفاظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق ناپاک الفاظ استعمال کیئے۔ حضور کو جب اس کی اطلاع ملی تو حضور حضرت خلیفہ اول کو مخاطب کر کے فرمانے لگے:-

آپ اس مجلس میں سے اٹھ کر کیوں نہ چلے گئے۔ آپ لوگوں کی غیرت نے کسطرح برداشت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسے الفاظ آپ لوگوں نے سُنے۔ کیا آپ لوگ قرآن شریف نہیں پڑھتے؟ اس میں یہ بات نہیں لکھی ہوئی کہ جب آیات اللہ سے استہزا کیا جائے اور انکار کیا جائے تو ان لوگوں میں مت بیٹھو۔"

غرضیکہ حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک سرخ تھا۔ اور آپ اس مضمون کو بار بار بیان فرماتے تھے۔

(۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی جب بھی آپ لیا کرتے تو فرمایا کرتے تھے

ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بہت دفعہ کثرت سے میں نے حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنا۔ جب بھی آپ ذکر کیا کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے۔

"ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم"

(۴)

گل محمد عیسائی کی آمد

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ ایک شخص عیسائی گل محمد نامی یہاں آیا۔ مغرب کے بعد حضور سے ملا۔ آپ نے دریافت فرمایا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ اس نے کہا میں پشاور سے آیا ہوں آپنے فرمایا آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا نام مولوی گل محمد ہے۔ اور میں سید ہوں۔ آپنے فرمایا

عیسائیوں کو مولوی کا نام زیبا نہیں ہے۔ ان کو مسٹر کہنا چاہیئے۔ تم مسٹر گل محمد ہو مولوی کے لفظ کو بدنام کرتے ہو۔

اور آپ نے فرمایا

تم سید کس طرح کہلا سکتے ہو۔ وہ نبی جو تمام نبیوں کی عزت لایا۔ اور جس پر تمام نبوتیں ختم ہیں۔ اس کے برخلاف تم کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہو۔ اور پھر تم سید کہلاتے ہو۔ کیا تمھیں شرم نہیں آتی۔ جب تم اس آقا کے متعلق جسکی طرف تم اپنے آپ کو منسوب کرتے ہو۔ اسکی طرف بُری باتیں منسوب کرنا نہایت بے غیرتی ہے۔ کہ جس کی اولاد کہلائے اس کے متعلق ناپاک الفاظ استعمال کرے یہ بالکل غیرت کے خلاف ہے۔

وہ کہنے لگا کہ میں نے تو سنا تھا کہ آپ مسیح کا دعوی کرتے ہیں مسیح کی طرح آپکے اخلاق بہت اچھے ہونگے مگر آپ تو بہت سختی سے پیش آتے ہیں۔ حضور نے فرمایا

کیا تم اس کو اخلاق سمجھتے ہو کہ ہم ہر قسم کی بدی اور بد اخلاقی کو برداشت کریں۔ مسیح کے اخلاق کا نمونہ تو ہمیں معلوم ہے۔ جو انجیل میں لکھا ہے۔ وہ یہودیوں کے بزرگوں کو حرامکار اور سانپوں کے بچے کہتا تھا۔ اور ان کا نام بے ایمان رکھتا تھا اور نہایت ناپاک الفاظ سے یہود کے بزرگوں کو یاد کرتا تھا ہم نے تو تمھارے متعلق کوئی سخت لفظ نہیں کہا۔ اگر اس کا نام بد اخلاقی ہے تو کیا مسیح کے یہ الفاظ اخلاق میں داخل ہیں۔ اسی سبب سے عیسائیوں کے اخلاق بھی گرے ہوئے ہیں وہ تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں اور پھر اس کا نام اخلاق رکھتے ہیں۔

غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپکو سخت غیرت تھی۔

(۵)

مرزا امام الدین سے قطع تعلق کی وجہ

آپ فرمایا کرتے تھے کہ

"مرزا امام الدین کے متعلق ہمیں نکا[illegible] وہ اس بات کی ہے۔ کہ یہ لوگ آنحضرت[illegible] وسلم کے دشمن ہیں"

فرمایا کرتے تھے:۔

ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ قرآن شریف کے متعلق گندے سے گندے الفاظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ناپاک الفاظ مرزا امام الدین نے کہے ہیں۔ ہمکو ان لوگوں سے کوئی ذاتی عداوت نہیں ہے۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اور اسلام کی وجہ سے

(۶)

صحابہ کے متعلق

حضرت سید عبداللطیف صاحب شہیدؓ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے

"ہمارے یہاں تو ایک ہمارے عبداللطیف شہید ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو آتا تھا وہ عبداللطیف ہی ہوتا تھا۔ ہر شخص گھر سے جان و مال اور عزت کا فیصلہ کر کے آتا تھا۔ ان لوگوں نے اسلام کیلئے ایسی ایسی قربانیاں کی ہیں کہ بکریوں کی طرح ذبح ہوئے ہیں اور ہر میدان میں ان لوگوں نے وہ راستبازی کے نمونہ دکھائے ہیں۔ کہ دنیا میں ان کی نظیر ملنی مشکل ہے"

روایات

حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

(۱)

ایک مختصر خطبہ

ایک دفعہ سالانہ جلسے کے موقع پر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لائے تو آپ نے مجھے فرمایا "مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ خطبہ مختصر کریں۔ کیونکہ لوگوں نے جانا ہے"۔ حضرت مولوی صاحب نے میرے پیغام دینے پر صرف الحمد شریف پڑھ کر فرمایا "چونکہ آپ لوگوں نے اپنے امام کا پاکی کلام بہت سنا ہے۔ اسلئے اسکے بعد اب میرے سنانے کی کوئی ضرورت نہیں"۔ یہ الفاظ کہہ کر آپ نے اپنا خطبہ پورا کیا۔

(۲)

منافقین کی تشریح

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ اسطرف تشریف لا رہے تھے جہاں آجکل مدرسہ احمدیہ ہے۔ تو آپ سے ایک شخص مولوی فضل الرحمٰن صاحب ساکن ہیلاں (گجرات) نے دریافت کیا کہ جس شخص کے بیٹے کو میں اپنی لڑکی کا رشتہ دینا چاہتا ہوں اس نے اور اس کے بیٹے نے کبھی حضور کی تکذیب تکفیر یا بدتہذیبی نہیں کی بلکہ وہ دونوں باپ بیٹے حضور کے مداح ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم ان کو اچھا جانتے ہیں۔ صرف آپ کی بیعت نہیں کرتے۔ کیا میں اپنی لڑکی کا رشتہ دیدوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

"ایسے لوگ منافق ہوتے ہیں۔ اور منافقون کے لئے فی الدرک الاسفل من النار آیا ... قرآن شریف میں جو منافقون کے ... اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا ... [شی]اطینہم قالوا ... مستہزءون

آیا ہے۔ تو یہ ان کا ایمان یا مومنوں کو اچھا جاننا مقام ذم میں بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ اچھا کہنے سے ان کا مطلب تمسخر اور استہزاء ہوتا ہے۔ پس میں ایسے شخص کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتا"۔

افسوس کہ آخر اس شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شادی کر ہی دی۔ اور اس کے بعد آجتک اس کا داماد سخت مخالف ہے۔ اور اس کی لڑکی بھی غیر احمدی ہی ہے۔

(۳)

حضرت اقدس کا مولوی عبدالکریم صاحبؓ سے تعلق

جن دنوں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اپنے آخری ایام میں سرطان کی بیماری میں بیمار تھے۔ جس کو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے کچا ہی چیر دیا تھا جس سے آپ کو بہت ہی تکلیف ہوئی۔ اس تکلیف میں تیسرے یا چوتھے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ نے ایک خط اپنی قلم سے بدیں مضمون لکھا:۔

"میری بیماری میں مجھے چیرے پر چیرا دیا جاتا ہے جس سے تکلیف بڑھ رہی ہے وہ آپ کی سحری کی دعائیں اور مسیحائی اضطراب و قلب کی آہیں میرے لئے کہاں گئیں۔ اگر میں تندرست ہو گیا تو آپ کی صداقت کے لئے کیا میں لوگوں میں چیر پھاڑ ہی بیان کروں گا۔ مگر کیا ہمارے لئے یہی آپ کی صداقت کی دلیل نہیں ہو گی۔ بلکہ اے مسیحا تیرے پر میرے ماں باپ قربان۔ ہزارہا نشان میں نے تیری خدمت میں رہ کر دیکھے۔ جو روز روشن کی طرح پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ پس یہ ایک جسم کی کمزوری ہے۔ جس کے لئے میں یہ لکھ رہا ہوں۔ لیکن آگے کی نسبت مجھے کچھ افاقہ ہے پھر بھی حضور کی دعاؤں کا محتاج ہوں" الخ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی علالت کا بہت ہی غم تھا۔ اسلئے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے حضور کی تسلی کے لیئے یہ خط لکھا۔ حضور علیہ السلام نے جب اسے پڑھا تو فرمانے لگے:۔

مولوی صاحب نے اپنے ہاتھ سے خط لکھ کر مجھے بتلانا چاہا ہے کہ میرے اندر طاقت آ رہی ہے

پھر اس کے بعد آبدیدہ ہو کر حضور نے مولوی صاحب موصوف کے اخلاص کی کچھ باتیں کیں۔

(۴)

ہدیہ کی قبولیت

ایک دفعہ جماعت شہر سیالکوٹ نے۔ جن میں حضرت میر حامد شاہ صاحب مرحوم۔ چودھری نصر اللہ خان صاحب مرحوم اور خاکسار شامل تھے کچھ روپے بطور ہدیہ حضور کی خدمت میں پیش کیئے۔ حضور علیہ السلام نے اس رومال کو جس میں روپے بندھے ہوئے تھے لیا۔ پہلے الحمد للہ کہہ کر پھر جزاکم اللہ فرمایا۔ جس سے ہمارے ایمان میں ایک قسم کی ترقی ہوئی کہ پہلے حضور نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر ہمارے لیئے دعا فرمائی۔

(۵)

ایک دفعہ اس راستہ میں جو مہر(؟) کی طرف جاتا ہے۔ سیر کے لیئے ہم خدام حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب پسروری نے حضور علیہ السلام سے آیت امّن کان میتًا فاحییناہ الآیت کی تفسیر پوچھی۔ اسپر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے یہ سمجھ کر کہ حضور ادھر متوجہ ہو جائینگے۔ کہا کہ ایسی آیتوں کے معنی مولوی صاحب سے دریافت کر لینا۔ جس سے ڈاکٹر صاحب کا یہ مطلب تھا کہ حضور علیہ السلام میرے ساتھ ہی گفتگو کرتے رہیں۔ مگر جونہی مولوی عبدالعزیز صاحب نے سنا۔ تو ڈاکٹر صاحب سے غصہ کے لہجہ میں کہا کہ میں نور الدین کا مرید نہیں ہوں میں حضرت مسیح موعودؑ کا مرید ہوں۔ میں ان ہی سے پوچھوں گا۔ اسپر حضور علیہ السلام نے مسکرا کر ڈاکٹر صاحب سے فرمایا "نہیں ہر ایک شخص کا مذاق ہوتا ہے ان کو پوچھنے دو"۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی سادہ بات سن کر اس آیت کی تفسیر بیان فرمائی۔ اسپر مولوی عبدالعزیز صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ دیکھو اس طرح کی تفسیر مولوی نور الدین صاحب بیان کر سکتے تھے؟

(۶)

انت منی وانا منک کی تفسیر

جس دن حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا صندوق قبرستان سے نکال کر بہشتی مقبرہ میں لائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ جب صندوق لا کر رکھا گیا۔ تو ابھی قبر میں کچھ کسر باقی تھی۔ وہاں ایک بیٹھنے کی چارپائی پڑی تھی۔ اسپر حضور علیہ السلام تشریف فرما ہوگئے اور ہم خدام نیچے زمین پر بیٹھ گئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا

آج مجھے وہ پرانا الہام انت منی وانا منک ہوا ہے۔ لیکن اس دفعہ اس کے ساتھ دو لفظ زائد الہام ہوئے ہیں جو اس پہلے الہام کے معنوں کی تشریح کرتے ہیں۔

... فرمایا یا شمس یا قمر انت منی وانا منک

جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے شمس بنایا اور آپ قمر بنا۔ اور پھر مجھے قمر بنایا اور آپ شمس بنا۔ اور یہ مشہور مقولہ ہے نور القمر مستفاد من نور الشمس یعنی جب میں شمس ہوا تو خدا تعالیٰ کے قمر بننے کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت میرے ذریعہ سے لوگوں پر ثابت ہوا۔ اور جب میں قمر ہوا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ میری صداقت کا ثبوت اللہ تعالیٰ نے اپنے اقتداری نشانات سے ظاہر کیا دیکھو یہ کیسی عمدہ تفسیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انت منی وانا منک کی خود فرمائی۔

(۷)

بابا چٹو کے متعلق حضور کی رائے

ایک دفعہ مکرمی محمد حسین صاحب قریشی مرحوم اپنے دادا بابا چٹو کو جو آخری عمر میں حکڑ الوی ہو گیا تھا اپنے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لاتے۔ بابا چٹو صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پرانی واقفیت تھی۔ دیر تک حضور علیہ السلام اپنے دعوے کے متعلق سمجھاتے رہے۔ جب وہ اٹھ کر اپنی قیامگاہ میں چلے گئے۔ تو دوسرے وقت میں مکرمی محمد حسین صاحب قریشی نے اپنے دادا کے متعلق حضور علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا

وہ پیر فرتوت ہیں۔ ان کا دماغ اب کسی نئی بات کو اخذ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے

حضور کے علم لدنی کی برکت!

ایک دفعہ حضور علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے باتوں باتوں میں حضور کے فیوضات کا ذکر چل پڑا۔ اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

اگر کوئی ایک ہفتہ میرے پاس رہے۔ اور توجہ سے میری باتیں سنتا رہے۔ تو اس قدر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم حاصل ہو جائیگا۔ کہ غیر احمدی علماء کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے غالب رہے گا۔

چنانچہ اس کا ثبوت خود خاکسار ایک واقعہ سے عرض کرتا ہے۔ اور اس طرح کئی واقعات مجھے زندگی میں پیش آئے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں مجھے برہمن بڑیہ (بنگال) میں بھیجا گیا۔ واپسی پر دو عالم جو کہ عربی مدارس کے مدرس تھے اور بڑے عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ مجھے گاڑی میں ملے اور ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات کا ثبوت مجھ سے طلب کیا تو میں نے کہا کہ میں خود حضور کا زندہ معجزہ تمہارے سامنے موجود ہوں اور وہ اس طرح کہ خلیفۃ المسیح اللہ تعالیٰ کی صفت علیم کے بھی مظہر ہوتے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور مسیح موعود علیہ السلام کی برکت کے طفیل حضور کے علم سے مجھے اتنا فیض حاصل ہوا ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت جو آپ دونوں عالموں کے نزدیک مشکل سے مشکل اور متشابہات میں سے لاینحل ہو آپ میرے سامنے پیش کریں۔ پھر دیکھیں میں اسے کس طرح کھول کر اور واضح کر کے آپکے سامنے رکھ دیتا ہوں کہ کسی قسم کا شک اور کسی قسم کا اعتراض اسپر نہیں آسکے گا۔ اور دوسری طرف آپ وہ آسان سے آسان آیت جو آپ چاہیں۔ اور جس کا مطلب اور معانی آپ کو اچھی طرح آتے ہوں میرے پاس بیان کریں۔ اور دیکھیں کہ کس طرح اسکے معنی اور مطلب پر میری طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ جس سے آپ لوگ بھی سمجھ لینگے کہ واقعی یہ معنی صحیح نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ایک ایسا زندہ معجزہ ہے جو آپکے خدام کے ذریعہ قیامت تک پورا ہوتا رہے گا۔ اسپر انھوں نے کوئی جواب نہ دیا کہا تو یہ کہا "یہ بڑے تکبر کی بات ہے"

(۹)

صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جن ایام میں امیر حبیب اللہ خان ہندوستان میں آئے تھے۔ ان دنوں ہمارے مکرم و محترم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے اپنے اخبار الحکم میں محترم صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کی نسبت ایک مضمون لکھا تھا۔ جس سے مرتد کی سزا کا ذکر اخباروں میں چل پڑا۔ اسپر ایک دوست نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں مسجد مبارک میں عرض کیا کہ حضور ایک شخص سے میری گفتگو کرتے ہوئے ثبوت مانگا تھا کہ مرتد کی سزا قرآن شریف میں قتل یا سنگسار نہیں ہے۔ جس پر وہ شخص ثبوت نہ دے سکا۔ یہ سنکر حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

اس طرح بحث لمبی ہو جاتی ہے۔ اور ایک طرح سے آپنے نعوذ باللہ صاحبزادہ صاحب کو مرتد مان لیا۔ بلکہ ان لوگوں کو یوں مخاطب کرنا چاہیئے کہ مرتد کی کیا صفات اور علامات ہوتی ہیں۔ کیا مرتد ہی نمازیں پڑھتے ہیں۔ قرآن اور حدیث کی تلاوت کرتے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اور احکام مصطفوی کی بجا آوری کرتے ہیں۔ اس طرح سے بحث مختصر ہو جاتی ہے۔ اور ان کو بھی سوچنے کا موقعہ ملتا ہے۔

(۱۰)

الوہیت مسیح کی تردید

ایک دفعہ مسجد مبارک میں ہی حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر چل پڑا۔ اسپر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ کا ذکر صدیقہ صفت سے آیا ہے حضور علیہ السلام نے اسپر فرمایا:۔

ذکر امہ صدیقہ کا حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کی تردید میں آیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا مقصد مسیح علیہ السلام کی ماں ثابت کرنا ہے۔ جو الوہیت کے منافی ہے اور صدیقہ تو یوں کہدیا۔ جیسا کہ ہماری پنجابی زبان میں کہتے ہیں کہ بھرجائی کانئے سلام کہنا اس وقت بھاوج کا کانا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا۔ اسی طرح یہاں بھی خدا تعالیٰ کا مقصود ماں سے الوہیت کی نفی ثابت کرنا ہے نہ کہ ماں کی صداقت۔

(۱۱)

دعا بطور وظیفہ

ایک دفعہ میں نے حضور علیہ السلام کے در پر جا کر دستک دی حضور علیہ السلام ننگے سر ہی باہر تشریف لے آئے میں نے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے اپنے ہاتھ سے کچھ کلمات لکھ دیں۔ جن کو بطور وظیفہ اور دعا کے میں پڑھا کروں اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

جس طرح پر میرے ہاتھ سے کلمات لکھ کر دینے سے متبرک ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی جب میں اپنی زبان سے آپکو بتلا دوں کہ یہ کلمات پڑھا کرو۔ تو وہ بھی ویسے ہی انشاء اللہ بابرکت ہو جائینگے اگر کہو تو میں اندر جا کر قلم دوات سے لکھ کر آپ کو بھیج دیتا ہوں

میں نے عرض کیا نہیں حضور زبان مبارک سے ہی ارشاد فرما دیں۔ چنانچہ حضور نے مجھے دعا

رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی

اور اسطرح کی ایک دو اور ادعیہ پڑھنے کو فرمایا۔ جس سے میرے ایمان میں ترقی ہوئی۔

اخبار الحکم کا ۲۱، ۲۸ مئی سنہ ۱۹۳۵ء کو

مسیح موعود نمبر

بڑی آب و تاب سے

شایع ہوگا

روایات

حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب المشہور بزرگ صاحب کابلی رضی اللہ عنہ

حضرت مولوی عبدالستار شاہ صاحب ایک نہایت ہی باخدا انسان تھے۔ جو مہمان خانہ کے شمال مشرقی کونہ کی کوٹھڑی میں گوشہ نشین تھے۔ حضرت مولوی صاحب صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ ان کا تمام وقت قرآن شریف کی درس و تدریس اور عبادات الٰہیہ میں گزرتا تھا اُنھوں نے اپنی زندگی قادیان میں بالکل اس طرح گزاری جیسے کہ ایک مسافر کسی سرائے میں ٹھیرا ہوا ہو۔ دنیا کے ساتھ ان کو نہ کوئی لگاؤ تھا۔ اور نہ کوئی دلبستگی تھی۔ ان کی زندگی اور سیرت کے متعلق میں کوشش کروں گا کہ کچھ حالات جمع کر کے شائع کر سکوں۔ آپ عام وخاص میں بزرگ صاحب مشہور تھے۔ اور بہت سے لوگ جو ان کو جانتے تھے دعاؤں کے لئے ان کو عرض کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا تھا وہ صاحب الہام وکشوف بھی تھے اب اپنے آخری مقام یعنی مقبرہ بہشتی میں اپنے سید و مولیٰ اور حبیب ومحبوب کے قدموں میں آرام فرما رہے ہیں آپ نے کچھ روایات ذکر حبیب کی مجلس میں بیان فرمائیں جو سردار مصباح الدین احمد صاحب نے قلمبند کر لیں تھیں آج کی صحبت میں ان روایات کو درج کر کے نہ صرف سیرت المہدی کے ورق سے احباب کی روحانی دعوت کا سامان مہیا کروں گا۔ بلکہ بزرگ صاحب مرحوم ومغفور کی یاد کو بھی تازہ کروں گا۔ (ایڈیٹر)

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فارسی میں گفتگو فرمانا۔

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کم وبیش پانچ دفعہ قادیان آیا۔ اور پھر واپس افغانستان چلا گیا پہلی اور دوسری دفعہ میں جب قادیان آیا تو چند یوم رہ کر واپس افغانستان میں چلا گیا۔ اسوقت مجھے اردو زبان قطعاً نہیں آتی تھی۔ پس جب حضور سے گفتگو کرتا فارسی میں کرتا تھا۔ حضور کا طرز کلام بہت شیریں تھا۔ اور حضور جب کسی کو مخاطب فرماتے تو آپ کہہ کر فرماتے تھے۔ گفتگو کے دوران میں مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور مجھ سے یوں گفتگو فرما رہے ہیں جیسے کسی مدتوں کے بچھڑے ہوئے دوست سے گفتگو فرما رہے ہیں

(۲)

میں نے حضور سے قرآن کریم کس طرح پڑھا؟

میں جب تیسری مرتبہ قادیان آیا تو اسوقت میں تقریباً چھ ماہ یہاں رہا۔ میں اسوقت یہاں قرآن کریم پڑھنا چاہتا تھا مگر مجھے اردو زبان آتی نہ تھی۔ لوگوں کی رائے میرے متعلق یہ تھی کہ یہ ایک پہاڑی آدمی ہے میں جب اپنے خیال کا کوئی اظہار کرتا۔ تو وہ مجھے کہتے کہ کیا قرآن کریم لفظی طور پر پڑھنا چاہتے ہو۔ تو میں کہتا کہ نہیں ترجمہ۔

ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول سے بھی اس کا ذکر کیا تو آپنے فرمایا کہ آپ اگر قرآن پڑھنا چاہتے ہیں تو میرے درس میں آیا کرو۔ مگر میں نے جواب میں عرض کیا کہ میں اردو زبان نہیں جانتا۔ آخر میں میں نے یہ تجویز کی کہ بہتر ہے کہ جب موقع ملا کرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قرآن کریم معارف پوچھ لیا کروں۔ اگرچہ لوگ مجھے بے ادب کہیں گے مگر وہ یہ خیال کر کے کہ یہ پہاڑی آدمی ہے خاموش ہو بیٹھے۔ یہ فیصلہ کر کے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے معارف قرآنی پوچھنے لگا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد خود بخود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رعب میرے دل پر بیٹھ گیا مگر ایک اور بات پیدا ہو گئی کہ جب کوئی مشکل آیت حل طلب میرے سامنے آتی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شکل دیکھتے ہی وہ مشکل حل ہو جاتی اور مجھے پوچھنے کی ضرورت نہ رہتی۔

گویا کہ یہ حضور کے روحانی فیضان کا اثر تھا۔ کہ خود بخود برکات سماوی نازل ہونے لگتے۔ اور معارف قرآنی سمجھ میں آنے لگتے تھے۔ اسپر میں نے چند شعر بھی لکھے تھے جن میں سے دو شعر یہ ہیں:۔

اے تعالیٰ تو جواب ہر سوال
مشکل است وحل شود بے قیل وقال
اے تو یارا مصطفیٰ من جوں عمر
از برائے خدمتت سندم کمر

(۳)

وجودی یا شہودی

ایک دفعہ حضور اپنے خدام سمیت سیر کو تشریف لے گئے۔ خادم بھی اس سیر میں موجود تھا۔ راستہ میں میں نے حسب ذیل شعر پڑھا

کسے کہ عاشق معشوق خویش نیز ہمہ اوست
حریف خلوت ساقی انجمن ہمہ اوست

میں نے عرض کی کہ حضور یہ شعر کہنے والا وجودی ہوگا۔ حضور نے فرمایا:۔

صرف بیان سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ کہنے والا وجودی ہے یا شہودی۔ کیونکہ دونوں کے بیان ایک ہی طریق سے آتے ہیں

ایک دفعہ میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار دیکھ رہا تھا۔ تو مجھے وہاں بعض اشعار اس کے مطابق نظر آئے جو حسب ذیل ہیں:۔

ہر کہ او را بود از حسن مزید
حلیۂ آں پیش چشم ما کشید
بر سوئے ہر طرف رُخ آں یار بنگرم
آں دیگر کجاست کہ آید بخاطرم
ایں در چشم من کہ زیب ایں کرم
بلبند آں بارے کہ یار دلبرم
پیکرم شد پیکر یار ازل
کار من شد کار دلدار ازل

(۴)

بیماری میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ

بعض دفعہ حضور علیہ السلام صبح کے وقت بیمار رہتے تھے تو خدام حضور کی عیادت کے لیئے جاتے تھے۔ شام کو جب افاقہ ہوتا تو حضور سیر کے لیئے تشریف لے آتے اسوقت ہم دیکھتے کہ حضور کے چہرے پر گلاب کے پھول کی طرح تازگی ہوتی اور بیماری کا نام ونشان نہ ہوتا۔

(۵)

صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی قادیان میں پہلی آمد

حضرت شہید مرحوم جب قادیان کو آرہے تھے۔ تو میں بھی آپکے ساتھ تھا۔ بٹالہ میں پہنچکر ہم نے دو یکے کرایہ لئے اور کچھ آدمی پیدل روانہ ہوئے۔ میں یکہ پر سوار تھا۔ میں راستہ سے بھی واقف تھا۔ کیونکہ پہلے تین دفعہ قادیان آچکا تھا۔ میں نے پیدل چلنے والوں کو کہا کہ ہم راستہ میں نہر پر تمہارا انتظار کرینگے۔ حضرت شہید مرحوم نے کہا کہ نہیں ہم سب پیدل چلینگے۔ کیونکہ لوگ راستہ سے ناواقف ہیں۔ جسپر ہم لوگ پیدل روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک کنوئیں کی آڈ آئی۔ تو ہمارے ساتھیوں نے اسے نہر سمجھ لیا۔ اور کہا کہ یہی وہ نہر ہے جس کا تم نے ذکر کیا تھا میں نے کہا کہ نہیں وہ بڑی نہر ہے۔ تب میں نے خیال کیا کہ واقعی ہمارا یکے پر آنا مناسب نہ تھا۔ جب ہم قادیان پہنچے تو بلند آواز سے کہنے لگے

یاتون من کل فج عمیق
یاتیک من کل فج عمیق

ہم سب پہلے حضرت خلیفہ اول سے ملے۔ آپ نے ملاقات کے بعد فرمایا کہ صاحبزادہ عبداللطیف کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کی وہ تو یہ آپکے پاس بیٹھے ہیں تب حضرت خلیفہ اول اٹھ کر حضرت صاحبزادہ صاحب سے بغلگیر ہوئے اور باتیں کرنے لگے۔ پھر ہم ظہر کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے۔ حضور نے ملاقات کے بعد شہید مرحوم اور ان کے قافلے کی رہائش اور مکان کا انتظام کیا۔ کھانا جو صاحبزادہ صاحب کے لیئے آتا تھا۔ وہ پُر تکلف ہوتا۔ پلاؤ اور گوشت ہر روز آتا۔ اور چار بھی دو وقت تیار رہتی تھی۔ اسقدر مہمان نوازی کے باوجود ایکدن آپنے حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کو بھیجا انھوں نے فرمایا۔ اگر کھانے میں کوئی کمی ہو یا آپکے مذاق کا نہ ہو تو آپ اپنے آدمیوں سے اپنا کھانا پکوا لیا کریں۔ ہم سب اشیاء مہیا کر دیا کرینگے۔

شہید مرحوم نے فرمایا کہ آپ کا خیال بھی ٹھیک ہے لیکن یہ اسوقت جبکہ کوئی عبدالبطن آپکے پاس آئے۔ میں عبدالبطن نہیں۔

(نوٹ) جہاں شہید صاحب کا مقام اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قادیان میں کس اخلاص اور کس روح کو لیکر آئے تھے۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسقدر بلند تھا۔ اور وہ اپنے مہمانوں کی